قرآن کا معیارِ حلّت و حُرمت اور تمباکو

(دوسری اور آخری قسط)

ابن احمد

تمباکو میں پایا جانے والا نشہ بھی اس کو شراب کی طرح حرام کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اور جیسا کہ استعمال کرنے والوں کا تجربہ شاہد ہے کہ شراب کی ایک محدود مقدار نشہ آور نہیں ہوتی اسی طرح کی مثال تمباکو کی بھی ہے بلکہ اس کی نہایت قلیل مقدار نئے آدمی پر نشہ طاری کر دینے کے لئے کافی ہے گویا یہ ایک اعتبار سے شراب سے زیادہ تیز اور قلیل المقدار نشہ آور ہے۔ اور اس طرح یہ "خمر" میں بدرجۂ اولیٰ داخل ہے۔

دوسری دلیل حرمت اس کی وہ مضرتیں ہیں جو اسے "اثم کبیر" میں داخل کرتی ہیں۔ اگرچہ اسمیں انسان کے لئے منافع بھی ہیں لیکن وہ اس کے صرف بیرونی استعمال میں ہیں۔ کھانے یا پینے میں یہ صرف عادی لوگوں کے لئے عارضی بلندیٔ تدول کا ذریعہ ہوتا ہے جس کا انجام بھی مضرت ہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس کی پہلی اور انتہائی خوفناک مضرت اس کے وہ اثرات ہیں جو انسانی دماغ پہ مرتب ہو کر اس کی عقل اور قوتِ فہم و ادراک پہ اثر انداز

ہوتی ہے۔ اس کا کثرتِ استعمال دماغ میں خشکی پیدا کرکے نیند میں خرابی اور کمی کا باعث ہوتا ہے۔ کانوں کی خشکی کا ذریعہ بن کر بہراپن اور اس کے ساتھ نظر کی کمزوری پیدا کرتا ہے۔

دوسری مضرت اس کے وہ زہریلے اثرات ہیں جو دانتوں زبان منہ اور گلے پر مرتب ہوتے ہیں۔ یہ دانتوں کو بے رنگ خراب اور مسوڑھے کو کمزور کرتا ہے۔ زبان کے ذائقے کو خراب کرکے بگاڑ دیتا ہے حلق کی نازک جھلیوں کو نکوٹین کا زہر کچا اور زخمی کرکے اکثر و بیشتر کینسر کا شکار کر دیتا ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس کی تیسری مضرت سانس کی نالیوں اور پھیپھڑوں کی خرابی کی شکل میں ظاہر ہو کر انسان کو کھانسی اور سانس کا مریض اس کے آگے بڑھکر ٹی بی کا مریض بناکر موت کے منہ میں پہونچا دیتی ہے۔

اس کا چوتھا نقصان نظام ہضم کی خرابی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے بھوک کم ہوجاتی ہے۔ آنتیں کمزور اور ناکارہ ہو کر ذراسی ثقیل غذا کو بھی ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتیں۔ معدہ کی ہاضم رطوبات خشک ہو کر یبوست پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں کبھی قبض کبھی دست اور کبھی پیچش نمودار ہوکر بواسیر تک میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

منہ زبان اور گلے کے علاوہ معدے کا کینسر اور السر (ULCER) اکثر و بیشتر اسی ظالم کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ ضعف اعصاب و اعضاء رئیسہ اسی کے مضر اثرات سے پیدا ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ تو وہ نمایاں نقصانات دائمہ ہیں جس کو نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا تھا اور وہ بھی صرف مادی یعنی جسمانی پہلو سے انسان کی فکری زندگی پر اس کے

کیا اثرات ہوتے ہیں اس کی طرف بھی چند مختصر اشارے ضروری ہیں۔

دماغ کی خشکی سے نیند کی کمی اور اس سے طبیعت میں ہیجان واشتعال پیدا ہوتا ہے قوت یادداشت کم اور کبھی کبھی زائل ہو جاتی ہے غصہ بڑھ جاتا ہے۔ مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انفرادی اخلاقی زندگی ہی کو خراب نہیں کرتیں بلکہ معاشرے کا اجتماعی نظام بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ انسان کسی بھی قسم کی تنقید پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور خود اپنا محاسبہ کرنے کے قابل نہیں رہ جاتا۔

روحانی نقصانات اگرچہ ان ہی تمام مضرتوں کا نتیجہ در اصل ہیں لیکن اختصاراً ان میں چند خاص کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے اور اس میں سب سے اہم چیز خود احتسابی ہے جو روحانی ترتیب کی جان اور اصل ہے جیسا کہ کہا گیا طبیعت کا اشتعال اور دماغ کی کمزوری اسے اس نعمت سے محروم کر دیتی ہے۔

ضعف دماغ کی بنا پر مینیا اور مالیخولیا اور وہم پیدا ہوتا ہے جس کی بنیاد پر انسان بقول حضرت عیسیٰؑ مچھر کو چھاننے اور اونٹ کو نگلنے لگتا ہے۔ زندگی کے بنیادی، دقیق اور سنجیدہ مسائل سے صرف نظر کر کے سطحی عارضی اور وقتی چیزوں کو اہمیت دینے لگتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا روحانی ارتقا رک جاتا ہے۔

اس کے استعمال سے پیدا ہونے والا دماغی انتشار اسے عبادت کی اصل جان یعنی ارتکاز اور خشوع و خضوع سے محروم اور اس سے حاصل ہونے والے فیوض و برکات سے دور کر دیتا ہے۔ تدبر فی العلم اور مطالعے کا استغراق ایسے شخص کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتا۔

مالیخولیا کی بنا پر کوئی بھی ایک غلط یا صحیح خیال دماغ میں جم جاتا ہے۔ اور پھر ہر طرف وہی تخیل نظر آنے لگتا اور وہی تصور ہر شے سے جنم لینے لگتا ہے اور

انسان اسے کسی بھی طرح غلط سمجھنے یا اس کی اصلاح کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، خواہ وہ تخیل باطل ہی کیوں نہ ہو۔

درمیانی اور غریب طبقہ عادت سے مجبور ہو کر اس کی روز افزوں قیمت کے اضافے کے باوجود اسے استعمال کرکے اقتصادی بدحالی کا شکار ہو رہا ہے جس کے اثرات اس کے خاندان پر بھی پڑ رہے ہیں اور وہ سرمایہ جو اس کے بچوں کی صحت و خوشحالی پر خرچ ہوتا نذر آتش ہو رہا ہے۔ اور اسے حقوق العباد کے ناقابل معافی جرم کا مجرم بنا کر اس کی آخرت تباہ کر رہا ہے۔

اب آیئے دوسرے رُخ سے بھی دیکھیں کہ قرآن سے بھی اس کی حرمت کس طرح ثابت ہوتی ہے۔

قرآن کے ساتویں باب یعنی سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ میں خدا نے رسول کے بھیجنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "وہ انسانوں کو بھلائیوں کی طرف بلاتا ہے برائیوں سے روکتا ہے پاکیوں کو حلال کرتا ہے اور گندگیوں کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ ان پر لدے ہوئے ہر بوجھ کو اتارتا ہے اور ہر غلامی سے نجات دیتا ہے تو جن لوگوں نے اس کی بات مان لی۔ اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اس نور کے پیچھے چلے جو اس میں نازل ہوا ہے تو وہی کامیاب و بامراد ہوں گے۔"

یہ موقع اس آیت کی توضیح و تشریح کا نہیں ہے تاہم اس میں جو اصول اور بنیادی باتیں بتائی گئی ہیں ان کا سمجھ لینا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ کہ اس کا مقصد نزول تمام بنی نوع انسان کو بھلائیوں کی طرف دعوت دینا ہے خواہ وہ مادی زندگی کی عارضی بھلائیاں ہوں یا روحانی زندگی کی دائمی اور ابدی۔ اس آیت کے مطابق دیکھا جائے تو تمباکو کھانے پینے میں کسی طرح بھی رخ سے کوئی بھلائی نہیں بلکہ برائیاں ہی برائیاں ہیں جیسا کہ ہم نے مختصراً بیان کیا اور برائیوں سے

ردکنا رسول کا مقصد ہے۔

دوسری چیز پاکیوں کو حلال کرنا ہے جبکہ تمباکو کسی بھی طرح طاہر و طیب نہیں۔ کیونکہ جو شے گندگی پیدا کرے وہ خود بھی گندی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمباکو سے کتنی ہی ظاہری گندگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ سگریٹ بیڑی نوشوں کی انگلیوں کی گندگی، دانتوں کی گندگی، سانس کی گندگی وغیرہ اس کی گواہ ہیں۔ پھر اس سے پیدا ہونے والی دماغی اور ذہنی گندگی، پراگندہ خیالی اشتعال وغیرہ، تمباکو کھانے والوں کی گندہ دہنی، پیک کی پچکاریوں کی گندگی اور اس سے مرتب ہونے والی ذہنی گندگیاں وغیرہ جن کو حرام کرنا ہی رسول کی بعثت کا مقصد ہے۔

تیسری چیز تمباکو نوشی کی عادت ہے اور عادت ایک مستقل بوجھ اور غلامی کا طوق ہے جو انسان کے اوپر مسلط ہے اور ہر بوجھ انسان کو جھکا دیتا ہے یعنی اسے اس کے مقام عظمت سے نیچے اتار دیتا ہے اور غلامی انسان کی فطرت کے خلاف اور اس کو ذلیل و خوار کر دینے والی شے ہے بقول شاعر: ؎

جو تھا ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا مزاج

عادت سے مجبور ہو کر انسان وہ عمل کر جاتا ہے جسے انسان کے لئے بدترین عمل کہا گیا ہے۔ اور وہ ہے سوال، اور بعض اوقات اس سے بھی نیچے اتر کر بغیر اجازت لے لینا تمباکو پینے یا کھانے والوں کو عموماً اس کمینہ پن میں مبتلا دیکھا گیا ہے۔ خود راقم [illegible] اس کمینہ پن کا شکار ہو چکا ہے جب تک کہ تمباکو کی حرمت اس پر ثابت نہیں ہوئی تھی اور وہ خود اس خبیث عادت میں مبتلا [illegible] خود شاذ و نادر ایک بات ہوتی [illegible] کہ [illegible] نوشی کی عادت کا بوجھ ہونا اور انسان کے [illegible] ذلیل بن جانا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

انفرادی طور پر [illegible] یہ بوجھ ہے اس کی وجہ سے اس کی جیب پر بوجھ [illegible] اس کے

اثاث میں اس کے اہل وعیال پر بوجھ ہے۔ اور پھر غریبوں اور اوسط درجے کے لوگوں کا سرمایہ سمیٹ کر سرمایہ داروں کی تجوریوں میں بوجھ بڑھانے کا سبب ہے۔ یہ ایک ایسا طوق ہے جو گلے میں پڑ جائے تو اس کا نکال پھینکنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور قرآن اس طوق غلامی کو اتارنے کے لئے ہی آیا ہے۔ غلامی ذہنی ہو یا روحانی بہرحال غلامی ہے۔

تمباکو نوشی سے نہ صرف اقتصادی بدحالی پیدا ہوتی ہے بلکہ اس پر صرف ہونے والا ہر پیسہ مطلقاً اسراف اور تبذیر ہے اور قرآن کی نظر میں اسراف کرنے والے پسندیدہ لوگ نہیں ہوتے اور اللہ کی نظر میں ناپسندیدگی سے اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ خوفناک بلکہ ایسے عنداللہ ناپسندیدگی کو دوسرے رُخ سے اور زیادہ قبیح بنا کر پیش کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے مبذرین یعنی فضول خرچوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ (بنی اسرائیل ۲۷) اس طرح ایک طرف تو فضول خرچ اللہ کی محبت سے دور ہو جاتا ہے تو دوسری طرف شیطان سے قریب ہو کر اس کے خاندان میں شامل ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ تمباکو پر خرچ فضول خرچی بلکہ مضر پر خرچ کرنا ہے۔

ہمارے پیش کردہ قرآنی دلائل تمباکو کو کھانے اور پینے کی حرمت پر برہان قاطع نہیں لیکن جو ذہن قرآن کو اپنی رہنمائی کے لیے کافی وکامل نہیں سمجھتے اولاً تو ان کے لئے ثانیاً اس اصول کے مطابق کہ قرآن کی تائید اور مطابقت میں جو بات بھی ہو وہ قرآن ہی کی بات ہے۔ ہم یہاں دو روایات بھی پیش کر رہے ہیں جن میں سے پہلی کو امام احمد اور ابو داؤد دونوں نے لیا ہے اور دوسری صحیحین یعنی بخاری و مسلم دونوں میں درج ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مفتر (فتور پیدا کرنے والی) اور مسکر (نشہ پیدا کرنے والی) سے منع فرمایا ہے۔ او کما قال۔

ہمارے پچھلے بیانات سے تمباکو کا فتور پیدا کرنے والا ہونا ثابت ہے۔ خواہ وہ فتور ذہنی ہو یا جسمانی یا عملی اعصاب کا کمزور ہونا بڑا فتور ہے جس سے پورا نظام جسمانی فتور کا شکار ہوتا ہے اعصابی درد نسیان وغیرہ۔ نظام ہضم کا فتور جس سے پورا نظام جسمانی فتور کا شکار ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ جس کا ذکر انتہائی اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے اس طرح تمباکو کا مسکر ہونا بھی کسی دلیل کا محتاج نہیں جیسا کہ بیان ہوا۔

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی نے (کچا) پیاز یا لہسن کھایا ہو وہ ہم سے دور رہے، ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے او کما قال۔

پیاز اور لہسن کا کھانے میں عام استعمال عام اور حلال ہونے کے باوجود اسے کھا کر محفل یا مسجد میں آنے کی ممانعت یہ ثابت کر رہی ہے کہ یہ ممانعت درحقیقت ان کے کچے استعمال کے بعد ہے اس لئے ہمیں روایت میں کچے کا لفظ بریکٹ میں بڑھانا پڑا جو غالباً راوی کے سہو یا کتابت کی غلطی کی بنا پر چھوڑا گیا ہے اور عقلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ کچے پیاز اور لہسن کے استعمال کے بعد منہ سے سخت ناگوار بو آتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو سے نفرت تھی اس لئے آپ نے صرف اس بنا پر ممانعت فرمائی کہ اس بدبو سے اہل محفل اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

تجربہ شاہد ہے کہ تمباکو کھانے اور پینے والوں کے منہ سے اس سے بھی زیادہ کریہہ اور ناگوار بو آتی ہے جس سے اہل محفل اور اہل مسجد کو تکلیف ہوتی ہے۔

دماغ پراگندہ ہوتا ہے۔ عبادت میں خشوع وخضوع میں خلل پڑتا ہے اور یکسوئی واستغراق جو نماز وتلاوت کی اصل اور روح ہیں مجروح ہوتے ہیں اور کبھی کبھی اس سے فساد کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اور فتنہ قتل سے بھی شدید ہے۔ لیکن کم از کم درجے میں نفرت اور دوری تو پیدا ہوتی دیکھی گئی ہے۔

اگرچہ قرآن کی مذکورہ بالا آیات اور ان روایات کو سامنے رکھ کر تفصیل سے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ طبی کتب سے بے شمار دلائل اس امر کے دیئے جا سکتے ہیں کہ تمباکو، مضرت اور نشے میں کسی بھی اعتبار سے شراب سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے لیکن اول تو ہم اس مضمون کو کتاب نہیں بنانا چاہتے دوسرے جو کچھ ہم نے یہاں بیان کیا ہے وہ اتنا واضح اور ثابت ہے کہ اسے آج ہر شخص جانتا ہے۔

واضح رہے کہ قرآن وسنت کے دلائل کے بعد بھی شخصی تقلید کے مریض یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ائمہ اور فقہا میں تو تمباکو کی حرمت کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا۔ اگرچہ یہ بات اپنی جگہ مطلقاً باطل ہے اور اس کی کوئی حقیقت قرآن و سنت کے واضح ثبوتوں کے مقابلے میں نہیں لیکن ایسے مقلدین کے لیے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔

پہلا یہ کہ ائمہ مجتہدین کے دور میں اور خصوصاً ان علاقوں مثلاً مدینہ، کوفہ، عراق اور شام جیسے عرب ممالک میں اس وقت تمباکو کھانے اور پینے کا رواج بالکل نہیں تھا کیونکہ پان کو تو وہ لوگ جانتے بھی نہ تھے، نہ ہی حقہ یا بیڑی، سگریٹ اس وقت تک سامنے آئے تھے۔ اس لئے اس پر فتویٰ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔

دوسرے یہ کہ بعد کے علماء نے تمباکو کی مذمت میں نہ صرف فتوے دیئے ہیں بلکہ اس موضوع پر ان کے مستقل رسالے بھی موجود ہیں۔ انتہائی حیرت

اگر دیکھا جائے تو امت مسلمہ کی انتہائی غفلت ہے کہ یہ فتوی چاروں مسالک اہل سنت میں ہوتے ہوئے عوام الناس اس سے اس درجہ غافل ہیں۔

یہاں ہم ماہنامہ ستون نئی دہلی کے ایک مضمون کا حوالہ دینا ضروری سمجھتے ہیں جو راقم الحروف کے اس مضمون کا محرک بلکہ تلخیص کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ جس کے مؤلف ایک عرب عالم احمد بن حجر ہیں ان کا ترجمہ ابو عبداللہ نے کیا ہے اور یہ مضمون فروری ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے۔ کیا سگریٹ نوشی حرام ہے؟ ہم نے اس محدود عنوان کو وسعت دینے کے ارادے سے مضمون کا عنوان بدل دیا ہے اور اس کے لئے ہم ماہنامہ ستون کے شکر گذار ہیں۔
وہ لکھتے ہیں:۔

——— عرب دنیا کے حنفی علماء میں الشیخ محمد العینی نے سگریٹ کو حرام قرار دیا ہے اور ان کا لکھا ہوا ایک رسالہ بھی ہے جو حرمت تمباکو نوشی کے بارے میں ہے اس میں انہوں نے سگریٹ کو حرام قرار دیا ہے۔ (سگار، پائپ، بیڑی اور حقہ وغیرہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں۔ مؤلف) علاوہ ازیں اس مسلک کے علماء میں الشیخ محمد آفندی، عیسی الشہادی الحنفی اور مکی بن فروخ، الشیخ سعد البلخی المدنی اور عمر بن احمد المصری الحنفی اور مفتی استنبول ابو السعود وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں (یہ تمام عرب علماء ہیں)

شافعی علماء میں سے ریاض الصالحین کی شرح تحریر کرنے والے عالم ابن علان نے تمباکو نوشی کی حرمت کا فتوی دیا ہے اور اس کے بارے میں ان کے دو کتابچے بھی موجود ہیں ان کے علاوہ الشیخ عبدالرحیم الغزی، ابراہیم بن جمعان اور ان کے شاگرد ابو بکر اور قلیوبی اور ابجوری وغیرہ کے علاوہ بھی دوسرے کئی علماء نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

——— مالکی مسلک کے علماء میں سے حضرت کنونج قابل ذکر ہیں۔ کافی علمی بحث کے بعد

وہ فرماتے ہیں۔" اور بعد کے علماء میں سے اکثر اس کی ممانعت اور سختی سے منع کرنے کے قائل ہیں۔ ان میں سے عالم محقق ابوزید سیدی عبدالرحمن الفاسی، نے لکھا ہے کہ اس چیز (یعنی تمباکو کی حرمت کا فتویٰ) کو ایک لحظہ تاخیر کے بغیر قبول کر لینا چاہیئے کیونکہ اس میں ہمارے دین و دنیا کی بھلائی ہے اور اس بات کو ہر طرح نشر کرنا اور پھیلانا ہم پر واجب ہے۔ اور تمام اسلامی ملکوں میں اس کو عام کیا جانا چاہیئے۔ (میں کہتا ہوں کہ تمام دنیا کی ہر زبان میں اور ہر ملک و قوم میں اس کی اشاعت ہونا انسانیت کی فلاح کے لئے ضروری ہے۔ مؤلف) کہ بے شک تمباکو نوشی اور (کھانے پینے میں) تمباکو کا استعمال حرام ہے کیونکہ جن لوگوں کو پہچان اور تجربہ حاصل ہے انہوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ تمباکو (اعصاب) اعضاء کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ اور نشہ کی کیفیت میں کر دیتا ہے۔ اس لیے یہ بھی شراب کی ابتدائی حالت سے مشابہ ہے۔" مالکی مسلک (۱) کے دوسرے علماء میں سے الشیخ ابراہیم اللقانی، الشیخ سالم استفوری اور دیگر علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

جہاں تک حنبلی مسلک کا تعلق ہے تو وہ تو سب کے سب اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں سوائے چند ایک کے اور عام لوگوں میں یہ بات اتنی مشہور ہو گئی ہے کہ جو کوئی سگریٹ کو حرام قرار دیتا ہے وہ اس کو فوراً حنبلی اور وہابی کہہ دیتے ہیں کیونکہ انہیں بزعم باطل ہو گیا ہے کہ تمباکو کو تو صرف حنبلی وہابی علماء نے ہی حرام قرار دیا ہے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ تمام مذاہب کے علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی حرمت میں رسالے تحریر کئے ہیں۔

قرآنی نصوص کے بعد ہمیں ان مسالک کے فتووں کی ضرورت نہیں ہے تاہم عوام الناس کیونکہ تقلید کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں اسلئے ان کی تشفی کی خاطر ہم نے ان مسالک کو بھی پیش کر دیا ہے۔

تمباکو کو کھانے پینے کی اخلاقی مضرتیں، معاشی بربادیاں، سماجی خرابیاں، ملک و قوم اور عام انسانیت پر پڑنے والے اس کے تباہ کن اثرات، ایسے عنوانات

ہیں جن پر علیحدہ علیحدہ مستقل رسالے تحریر ہوسکتے ہیں ان تمام کے علاوہ ایک اکبر الکبائر
گناہ ایسا ہے جس میں ایمان بالقرآن کے دعویدار مبتلا ہیں اور وہ ہے اللہ کی حرام
کی ہوئی شے کو حلال کرلینا جس کا گناہ کفر تک پہونچا دیتا ہے۔ اور یا عنیون
میں شامل کردیتا ہے۔ العیاذ باللہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کبیرہ سے بچنے اور کامل توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور
اس سچی سچائی صداقت کو ہر انسان تک پہونچانے کی کوشش کرنے کے کتمان
حق کے جرم عظیم سے بچائے اور نفس کی تاویل سے محفوظ رکھے۔ آمین

ختم شد۔

بقیہ سرمد مولانا ابوالکلام کی نظر میں

رسوائی کے ڈر سے ٹھٹھہ کے سرکاری واقعہ نویس محمود بیگ بخشی کو اس کی رپورٹ کردی۔
اس اس کے محبوب کو ایسی جگہ رکھ دیا جہاں کسی آدمی کا تو کیا ہوا
تک کا گذر نہ تھا۔ اس کی جدائی نے سرمد کی آتش عشق اور زیادہ مشتعل کردی۔
اس جوش جنون میں وہ لباس عادت سے بے نیاز ہو گیا، اور مادرزاد ننگا
رہنے لگا۔ اس پر بخشی کو رحم آگیا۔ اور اس کے محبوب کو آزاد کر دیا، اور
وہ سرمد کے ساتھ ہوگیا، دونوں برہنہ رہ نورد بادیۂ جنون ہوگئے۔ حیدرآباد
میں دبستان کے مصنف سے ملاقات ہوگئی، اس نے یہود دیتا کے متعلق
معلومات اسی سے حاصل کیئے۔ اس کا محبوب بھی بہت لائق اور پڑھا لکھا
تھا۔ اس کے قتل پر اس کے محبوب ابھیے چند پر کیا گذری، اس کا پتہ
نہیں چل سکا۔